

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين و صلي الله علي سيدنا محمد و آله الطاهرين

قبض روح کا مسئلہ کون؟ خدا یا ملک الموت یا ملائکہ

ہماری گفتگو اس میں ہے کہ قبض روح کا مسئلہ کون ہے؟ اس بارے میں قرآن کریم سے کیا استفادہ ہوتا ہے؟

بیان ہوا کہ اس بارے میں موجود آیات کریمہ میں پانچ عناوین موجود ہیں بعض سے استفادہ ہوتا ہے کہ اس کا مسئلہ خود خداوند متعالی ہے کہ خود مستقیماً روح قبض کر لیتا ہے کہ سورہ زمر میں ہے: "اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا" [1] یہاں پر کچھ خاص افراد مدنظر نہیں ہے کیونکہ "الانفس" جمع ہے اور الف و لام کے ساتھ ذکر ہوا ہے جس سے عموم استفادہ ہوتا ہے یعنی اس آیت کریمہ سے یہی استفادہ ہوتا ہے کہ تمام انسانوں کا قبض روح خود خدا کرتا ہے "اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا" لیکن سورہ سجدہ میں اسے ملک الموت سے نسبت دی ہے "قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ" [2] یہاں پر بھی خاص افراد مدنظر نہیں ہے کیونکہ "توفاکم" ذکر ہوا ہے جو عمومی خطاب کے لئے ہے۔

اور سورہ نساء میں ملائکہ سے نسبت دی ہے "الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ" [3]

کچھ دوسری آیات ہیں جن میں بھی خود خدا سے نسبت دی گئی ہے جیسے: "وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ" [4] اور "أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم" [5]۔

عرض ہوا کہ یہاں پر ان آیات کو آپس میں جمع کرنے کے دو طریقے ہیں، سب سے اعلیٰ سبب خداوند متعالی ہے، اس کے بعد ملک الموت ہے، اور ملک الموت کے بعد اس کے اعوان و انصار ہیں اگر کسی کام کو ملک الموت کے اعوان و انصار نے انجام دیا تو ان کا یہ کام ملک الموت کا کام ہے اور ملک الموت کا کام خدا کا کام ہے۔

علامہ پر اشکال:

سب سے پہلا اشکال یہ ہے کہ علامہ طباطبائی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان اگرچہ ثبوتی حوالہ سے ممکن ہے جس طرح یہ مثال کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے سے کسی کام کو انجام دینے کا حکم کرے، اس وقت بیٹے کے کام کو باپ سے بھی نسبت دے سکتا ہے! اسی طرح وکیل کا کام موکل کا بھی ہے، لیکن یہ بیان اس بارے میں موجود روایات سے نہیں بنتا، ان روایات میں سے ایک بیان ہوا۔

دوسرا اشکال: علامہ پر دوسرا اشکال یہ ہے کہ قرآن کریم میں فرماتا ہے: «اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ» آیت کا ظہور یہ ہے کہ خدا مباشرتاً خود ہی اس قبض روح کو انجام دے رہا ہے، اگر ہم علامہ کی اس بات کو قبول کریں تو یہ بتانا پڑے گا کہ اس

آیت میں اللہ سے جو نسبت دی ہے وہ مجازی ہے حقیقی نہیں ہے ! ٹھیک ہے کہ فرشتوں کے کام کو ملک الموت سے نسبت دی جاتی ہے لیکن آیات کریمہ کا ظہور یہ ہے کہ وہ مباشرتاً اس فعل کو انجام دے رہا ہے ۔

تیسرا اشکال: اگر مطلب ویسا ہی ہو جس طرح علامہ بیان کر رہا ہے تو اس طرح مختلف تعبیروں کے ساتھ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی ، ان مختلف تعبیروں کے ساتھ بیان کرنے میں کیا حکمت ہے؟ تعبیروں میں جو اختلاف ہے تو اس میں ضرور کچھ نہ کچھ کوئی وجہ ہونی چاہئے، یعنی جہاں خدا فرماتا ہے «اللہ یتوفی الانفس» ضرور اس میں کوئی خاص نکتہ ہے جو «یتوفاکم ملک الموت» میں نہیں ہے، اگر ہم یہ بتائیں کہ فرشتوں کا کام وہی ملک الموت کا کام ہے اور یہ خدا کا ہی ہے، تو اس بات کا لازمہ یہ ہے کہ جہاں پر «قل یتوفاکم اللہ» فرما رہا ہے وہاں «ملک الموت» کے بدلے «اللہ» ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہونی چاہئے ، درحالیکہ یقینی طور پر خداوند متعالیٰ کا یہ مقصود نہیں ہے ، یعنی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہر ایک تعبیر میں کوئی خاص نکتہ اور راز پوشیدہ ہے، یہ آیات ہر ایک کے انجام دینے کے بارے میں ظہور رکھتا ہے ، خدا کی نسبت بھی ظہور ہے یعنی خود خدا قبض روح کرتا ہے، اور ملک الموت کی نسبت بھی ظہور ہے یعنی ملک الموت خود قبض روح کرتا ہے اسی طرح فرشتوں کی نسبت بھی ، اگر ہم اس سے مراد کو معلوم نہ کر سکیں تو ان سب کو ایک نکتہ میں جمع کرنا چاہئے وہ نکتہ اجتماع وہی ہے کہ بیان ہوا کہ ایک گروہ کا خود خدا قبض روح کرتا ہے اس کے بعد کا درجہ ملک الموت کا ہے وہ قبض روح کرتا ہے ، اور ایک اور گروہ کا فرشتے قبض روح کرتے ہیں اس بارے میں ایک روایت بھی موجود تھی کہ بیان ہوا کہ کسی شخص نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں آکر ان آیات کے درمیان اختلاف ہونے کے بارے میں بتایا، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا : جس کی بھی چاہئے خدا خود قبض روح کرتا ہے "من یشاء" اور ایک خاص گروہ کا ملک الموت قبض روح کرتا ہے اور باقی سب کی فرشتے قبض روح کرتے ہیں، لیکن یہ روایت آیت کریمہ کے ظاہر سے مناسب نہیں ہے کیونکہ آیت میں فرماتا ہے : «اللہ یتوفی الانفس» یعنی سب مرنے والوں کا خدا قبض روح کرتا ہے ، لہذا سب کے لیے مستقیم خدا کی طرف نسبت دی ہے ۔

چوتھا اشکال: ہمارے ہاں انفس کے لحاظ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے کوئی اور خاص فرد نہیں ہے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبض روح کو ملک الموت نے انجام دیا، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبض روح بھی جیسا کہ روایت کو آگے بیان کریں گے ملک الموت نے انجام دیا، یعنی انبیاء کے روح کو ملک الموت نے قبض کیا ہے، اگر آیات کو آپس میں جمع کرنے کا یہ دوسرا طریقہ صحیح ہو تو انبیاء کے بارے میں ہم کیا بتائیں گے ؟

آیات کے تعبیروں میں اختلاف کو جمع کرنے کا تیسرا طریقہ :

کتاب من لا یحضر الفقیہ میں ایک روایت ہے جو ہمارے لیے تیسری طریقہ کو بتاتا ہے ہماری نظر میں اگر یہ طریقہ قابل قبول ہو تو یہ دوسرے اور پہلے طریقے کی ضرورت نہیں ہے ، جس سوال کو کسی شخص نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے کیا تھا ، اسی سوال کو امام صادق علیہ السلام سے بھی کسی نے کیا ہے روایت یہ ہے : **وَسُئِلَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَعَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ وَعَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ - الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ وَالَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ وَعَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ - تَوَفَّهُ رُسُلُنَا وَعَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ - وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ وَ قَدِمْوَتْ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ فِي جَمِيعِ الْأَفَاقِ مَا لَا يُحْصِيهِ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَكَيْفَ هَذَا فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى جَعَلَ - لِمَلَكِ الْمَوْتِ أَعْوَانًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَقْبِضُونَ الْأَرْوَاحَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشَّرْطَةِ لَهُ أَعْوَانٌ مِنَ الْإِنْسِ يَبْعَثُهُمْ فِي حَوَائِجِهِ فَيَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَيَتَوَفَّاهُمْ - مَلَكُ الْمَوْتِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَعَ مَا يَقْبِضُ هُوَ وَ يَتَوَفَّاهَا اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ مَلَكِ الْمَوْتِ [6]۔**

اس سائل کے سوال میں ایک چیز اضافہ بھی ہے کہتا ہے : **وَقَدْ يَمُوتُ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ فِي جَمِيعِ الْأَفَاقِ مَا لَا يُحْصِيهِ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَكَيْفَ هَذَا** ایک ہی سیکنڈ میں دنیا میں بہت سارے مرجاتے ہیں جو ہماری گنتی سے باہر ہے، خدا کے علاوہ کوئی ان کی تعداد کو نہیں جانتا، پس کچھ آیات میں ہیں کہ ملک الموت ان کی قبض روح کرتا ہے یہ کیسے ممکن ہے؟ چونکہ

جس طرح خدا کے بارے میں فرماتا ہے: "یتوفی الانفس" ملک الموت کے بارے میں بھی "یتوفاکم" ہے "کم" سے مراد انفس ہے، اس میں پیغمبر اکرم ﷺ کے مخاطب صرف مراد نہیں ہے بلکہ "کم" یعنی تمام انفس، ملک الموت ایک ہی سیکنڈ میں ان سب کے کیسے قبض روح کر سکتا ہے؟۔

امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا "إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَعَلَ لِمَلِكِ الْمَوْتِ أَعْوَانًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ" خدانے ملک الموت کے لئے فرشتوں میں سے کچھ اعوان وانصار قرار دیئے ہیں "يَقْبِضُونَ الْأَرْوَاحَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشَّرْطَةِ لَهُ أَعْوَانٌ مِنَ الْإِنْسِ" جس طرح پولیس میں انسپکٹر ہوتا ہے اور اس کے بہت سارے سپاہی ہوتے ہیں، اسی طرح ملک الموت کے بھی بہت سارے سپاہی ہیں "يَبْعَثُهُمْ فِي حَوَائِجِهِ" ضرورت کے موقع پر ان سپاہیوں کو بھیجتا ہے "فَتَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ" اور یہ فرشتے قبض روح کرتا ہے "وَيَتَوَفَّاهُمُ مَلَكُ الْمَوْتِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ" ملک الموت کے سپاہی آتے ہیں ایک میلیون افراد کے قبض روح کرتے ہیں ایک میلیون فرشتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کسی فرد کے قبض روح کرنے پر مأمور ہے، یہ سب قبض روح کرتے ہیں اور اس کے بعد ملک الموت ان سب ارواح کو ان سے قبضے میں لے لیتے ہیں "وَيَتَوَفَّاهُمُ مَلَكُ الْمَوْتِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَعَ مَا يَقْبِضُ هُوَ" اور خود ملک الموت بھی بعض کا روح، قبض کرتا ہے اور اس کے بعد "وَيَتَوَفَّاهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ مَلَكِ الْمَوْتِ" خدانے سب کو ملک الموت سے لے لیتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ پہلے مرحلہ میں فرشتے قبض روح کرتا ہے، بیان ہوا کہ وفات اور موت میں فرق ہے، وفات یعنی "أَخَذَ الشَّيْءَ تَمَامًا وَحَفَظَهُ" اس میں لے لینا اور اس کے بعد حفظ کرنا بھی ہے، فرشتے انسان سے اس کے روح کو لے لیتا ہے اور اسے اپنے پاس رکھتا ہے اور بعد میں ملک الموت کو دے دیتا ہے، اور ملک الموت بھی ان سب کو خدا کے تحویل میں دے دیتا ہے۔

آیات سے بطور مستقیم ہونا استفادہ ہوتا ہے "اللہ یتوفی الانفس حین موتہا" یہاں نسبت بطور مستقیم بھی ہے اور نسبت بھی تمام انفس سے ہے، نہ کہ کوئی خاص فرد، ملک الموت کے بارے میں بھی یہی دونوں چیزیں ہیں، اور ملائکہ کے بارے میں بھی دونوں تعبیر ہے، تو اس کے لئے سب سے بہترین راہ جمع وہی ہے جسے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: سب سے پہلے فرشتے آتے ہیں تمام ارواح کی قبض روح کرتے ہیں، اس کے بعد ملک الموت ان ارواح کو فرشتوں سے لے لیتے ہیں، اس کے بعد ملک الموت جن کی خود نے قبض روح کی ہے اس کے ساتھ فرشتوں کے قبض کیے ہوئے روحوں کو خدا اس سے لے لیتا ہے، تو یہاں پر توفی کی تعبیر صحیح ہے کیونکہ فرشتے ارواح کو لے کر اپنے پاس رکھتے ہیں، اس کے بعد ملک الموت ان سے لے لیتا ہے، اس کے بعد خدا بھی ملک الموت سے لے لیتا ہے۔

قابل توجہ بات: پہلی والی روایت میں امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: ایک خاص گروہ کا روح خود خدا قبض کر لیتا ہے، اور ایک گروہ کی روح کو ملک الموت قبض کر لیتا ہے اور باقی سب کا فرشتے قبض روح کر لیتے ہیں، یہ بات آیت میں موجود "انفس" سے مناسب نہیں ہے چونکہ آیت میں فرماتا ہے: "اللہ یتوفی الانفس" انفس یعنی چھوٹے اور بڑے، مرد اور عورت، مومن اور کافر، سب کے سب اس میں شامل ہے۔

تیسرے طریقہ کی مؤیدات

۱۔ ہم آتے ہیں انسان کی خلقت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، انسان کی خلقت کے بارے میں یہ آیت کریمہ ہے «وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي» اس آیت کا ظاہر کیا ہے؟ کیا یہاں پر بھی خداوند متعالی کسی فرشتہ کو بھیجتا ہے اور وہ دوسرے فرشتوں کو بھیجتا ہے اور ان میں سے ہر ایک خدا کے حکم سے انسانوں میں روح پھونکتا ہے، یا اس طرح نہیں ہے؟ اس بارے میں موجود روایات سے ہٹ کر اس آیت کا ظہور یہ ہے کہ خدا مستقیماً ہر نفس میں اپنی روح پھونک دیتا ہے، تو وفات میں بھی اسی طرح ہے کہ خدا خود روح انسان کو لے لیتا ہے، یعنی خود خدا توفیہ کرتا ہے، جس روح کو اس انسان کے اندر ڈالا

ہے اسی کو خود واپس لے لیتا ہے، پس اس لحاظ سے سب کے روح کو خود خدا ہی قبض کرلیتا ہے ۔

۲۔ دوسرا مؤید یہ ہے کہ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں: "توفنا مصلحین" اس کا ظہور یہ ہے کہ یہ توفی خدا سے مربوط ہے

-

۳۔ تیسرا مؤید: تفسیر علی بن ابراہیم [7] میں ابن ابی عمری سے وہ ہشام سے وہ ابا عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ رَأَيْتُ مَلَكًا مِنْ الْمَلَائِكَةِ" فرماتا ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ معراج پر گئے، فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو دیکھا "بِيَدِهِ لَوْحٌ مِنْ نُورٍ لَا يَلْتَفِتُ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا" یعنی صرف لوح کو دیکھ رہا تھا اور مسلسل اسی کی طرف دیکھ رہا تھا "مُقْبِلًا عَلَيْهِ ثَبَّةً" یعنی بہت زیادہ طاقتور "كَهَيْئَةِ الْحَزِينِ" غمناک شکل تھا "فَقُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ" میں نے جبرئیل سے کہا: یہ کون ہے؟ چاہتا ہوں اس سے بات کروں اس نے کہا: اس کا کام ارواح کو قبض کرنا ہے "فَقَالَ هَذَا مَلَكُ الْمَوْتِ مَشْغُولٌ فِي قَبْضِ الْأَرْوَاحِ" مجھے اس کے پاس لے جاؤ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں "فَقُلْتُ أَدْنِي مِنْهُ يَا جِبْرِيلُ لِأُكَلِّمَهُ" تو وہ مجھے اس کے پاس لے گیا "فَأَدْنَانِي مِنْهُ" میں نے اس سے کہا: جو بھی مرا ہے اور جو بھی آئندہ مرے گا تم خود اس کی قبض روح کرتے ہو؟ "فَقُلْتُ لَهُ يَا مَلَكُ الْمَوْتِ أَ كُلُّ مَنْ مَاتَ أَوْ هُوَ مَيِّتٌ فِيمَا بَعْدَ أَنْتَ تَقْبِضُ رُوحَهُ" اس نے کہا جی ہاں میں خود قبض روح کرتا ہوں "قَالَ نَعَمْ" میں نے کہا: ہر روح کو خود حاضر کرتے ہو، اس نے کہا: جی ہاں "قُلْتُ وَ تَحْضُرُهُمْ بِنَفْسِكَ قَالَ نَعَمْ" اس روایت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ خود مستقیماً اس فعل کو انجام دیتا ہے تمام ارواح کو وہ خود ہی قبض کرتا ہے "قَالَ نَعَمْ مَا الدُّنْيَا كُلُّهَا عِنْدِي فِيمَا سَخَرَهَا اللَّهُ لِي وَ مَكْنِي مِنْهَا إِلَّا كَدِرْهُمْ فِي كَفِّ الرَّجُلِ" اس نے کہا: پوری دنیا میرے ہاتھ میں ویسا ہی ہے جس طرح ایک درہم انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ انسان جس طرح چاہتا ہے اس درہم کو اوپر نیچے کرلیتا ہے "يُقَلِّبُهُ كَيْفَ يَشَاءُ وَ مَا مِنْ دَارٍ فِي الدُّنْيَا" کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا گھر نہیں جس میں میں داخل نہ ہوتا ہو "فِي كُلِّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" ہر روز دن میں پانچ بار میں ان گھروں میں داخل ہوتا ہوں، دوسری روایات میں ہے کہ یہ پانچ بار نماز کے اوقات ہیں کہ اس روایت کو ہم بعد میں بیان کریں گے کہ جب ملک الموت دیکھتا ہے کہ یہ انسان پابندی سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے قبض روح کرنے کی کیفیت میں دوسروں کی نسبت فرق کرتا ہے، "إِنْ مَلَكَ الْمَوْتُ يَتَصَفَّحُ النَّاسَ فِي كُلِّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" ہر روز پانچ بار ہر انسان سے ملاقات کرتا ہے، يتصفّح: یعنی الگ الگ ہوتا ہے (بعض روایات میں ہے کہ کبھی کسی گھر میں بہت سارے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، اور اچانک سب خاموش ہو جاتے ہیں، روایت میں ہے کہ یہ وہی وقت ہے کہ جس وقت ملک الموت ان کو دیکھ رہا ہے "عند مواقيت الصلاة"۔ «فَإِنْ كَانَ مِمَّنْ يُوَاطِبُ عَلَيْهَا عِنْدَ مَوَاقِيتِهَا لَقَنَهُ شَهَادَةُ إِنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ» اگر دیکھتا ہے کہ یہ انسان پابندی سے نماز پڑھتا ہے تو جس وقت قبض روح کرنا چاہتا ہے تو وہ خود اسے شہادتیں سیکھاتا ہے اور اس وقت شیطان انسان کے پاس آتا ہے تا کہ شہادتیں کو پڑھ نہ سکے تو ملک الموت اسے اس انسان کے پاس آنے نہیں دیتا، روایت کے آخر میں ہے "وَ أَقُولُ إِذَا بَكَى أَهْلُ الْبَيْتِ عَلَى مَيِّتِهِمْ لَا تَبْكُوا عَلَيْهِ" ملک الموت کہتا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس انسان کے گھر والے اس جنازہ پر رو رہا ہے، میں ان سے کہتا ہوں کہ گریہ مت کرو "فَإِنْ لِي إِلَيْكُمْ عَوْدَةٌ وَ عَوْدَةٌ" میں پھر بھی یہاں آؤں گا یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی اس دنیا میں نہیں رہو گے، اس کے بعد پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا "كَفَى بِالْمَوْتِ طَامَةً" اے جبرائیل موت بہت ہی بزرگ اور بے مثال ہے "فَقَالَ جِبْرِيلُ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ أَطْمٌ وَ أَعْظَمُ مِنَ الْمَوْتِ" جبرائیل نے کہا: خود موت بزرگ اور بہت بڑا امتحان ہے لیکن موت کے بعد کا وقت اس سے بھی زیادہ بزرگ و برتر ہے، یہ ہے آیات کے آپس میں جمع کرنے کا تین طریقہ، کہ ان میں سے تیسرا طریقہ زیادہ بہتر ہے ۔

وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین

[7] - [تفسير القمي] أَبِي عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ رَأَيْتُ مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ بِيَدِهِ لَوْحٌ مِنْ نُورٍ لَا يَلْتَفِتُ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا مُقْبِلًا عَلَيْهِ نُبُّهُ كَهَيْئَةِ الْحَزِينِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جَبْرَائِيلُ فَقَالَ هَذَا مَلَكُ الْمَوْتِ مَشْغُولٌ فِي قَبْضِ الْأَرْوَاحِ فَقُلْتُ أَدْنِي مِنْهُ يَا جَبْرَائِيلُ لَأَكَلِمَهُ فَأَدْنَانِي مِنْهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا مَلَكُ الْمَوْتِ أَ كُلُّ مَنْ مَاتَ أَوْ هُوَ مَيِّتٌ فِيمَا بَعْدُ أَنْتَ تَقْبِضُ رُوحَهُ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَ تَحْضُرُهُمْ بِنَفْسِكَ قَالَ نَعَمْ مَا الدُّنْيَا كُلُّهَا عِنْدِي فِيمَا سَخَرَهَا اللَّهُ لِي وَ مَكَّنَنِي مِنْهَا إِلَّا كَدَرَهُمْ فِي كَفِّ الرَّجُلِ يُقَلِّبُهُ كَيْفَ يَشَاءُ وَ مَا مِنْ دَارٍ فِي الدُّنْيَا إِلَّا وَ أَدْخُلُهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ وَ أَقُولُ إِذَا بَكَى أَهْلُ الْبَيْتِ عَلَى مَيِّتِهِمْ لَا تَبْكُوا عَلَيْهِ فَإِنَّ لِي إِلَيْكُمْ عَوْدَةً وَ عَوْدَةً حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْكُمْ أَحَدٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ كَفَى بِالْمَوْتِ طَامَةً يَا جَبْرَائِيلُ فَقَالَ جَبْرَائِيلُ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ أَطْمٌ وَ أَعْظَمُ مِنَ الْمَوْتِ (بحار الانوار، ج6، ص 141، ح2)